حرف آغاز

علماءِ امت — وارثینِ انبیاء

سید جلال الدین عمری

مئی ۲۰۱۸ء کے پہلے ہفتے میں مولانا سید جلال الدین عمری، امیر جماعت اسلامی ہند نے جناب نصرت علی، نائب امیر جماعت کے ساتھ کیرلا کی راجدھانی تریوندرم کا سفر کیا۔ ۵؍مئی کو تریوندرم میں پریس کانفرنس ہوئی، جسے ملیالم اور انگلش میڈیا نے کافی کوریج دیا۔ بعدِ مغرب خطابِ عام کا پروگرام تھا، جس میں امیر جماعت، جناب نصرت علی، نائب امیر جماعت اور امیر حلقہ نے خطاب کیا۔ حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیے گئے۔ ۶؍مئی کو تریوندرم سے متصل ضلع کولم روانگی ہوئی۔ ضلع کولم میں مسلمانوں کی آبادی تیس فی صد ہے۔ یہاں معزّزینِ شہر کے ساتھ ملاقات اور تبادلۂ خیال رہا۔ ۷؍مئی کو علماء کانفرنس تھی۔ اس میں شرکت کرنے والے، مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کی تعداد کئی سو تھی۔ اس میں مولانا نے جو مضمون پڑھا تھا اسے یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ کچھ باتوں کی وضاحت زبانی بھی کی گئی تھی۔ آخر میں سوالات کے جوابات بھی دیے گئے تھے۔ (رضی الاسلام)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کو جنت سے اتار کر زمین پر بھیجا تو کہا کہ اللہ تعالیٰ تمھیں بھٹکنے نہیں دے گا، بلکہ تمھاری اور تمھاری نسل کی ہدایت کا بھی انتظام کرے گا۔ اس کے مطابق تمھاری حیاتِ ارضی ہوگی تو تم سرخ رُو اور کام یاب ہو گے اور جنت کا راستہ تمھارے لیے کھلا رہے گا، ورنہ تمھارا انجام برا ہوگا اور جہنم تمھارا ٹھکانہ

ہوگا:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرۃ: ۳۸۔۳۹)

اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری اس ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم گین ہوں گے۔ اور جو اس کا انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ میں جائیں گے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

یہ سورۂ بقرہ کی آیات ہیں۔ سورۂ طٰہٰ میں یہی بات کسی قدر تفصیل سے بیان ہوئی ہے:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ۔ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ۔ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا۔ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ۔ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ (طٰہٰ: ۱۲۳۔۱۲۷)

اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت آئے تو جو کوئی میری اس ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا۔ اور جو میرے ذکر سے منھ موڑے گا اس کے لیے دنیا میں ضیق کی زندگی ہوگی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا: پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسی طرح ہماری آیات کو، جب کہ تیرے پاس آئی تھیں، تونے بھلا دیا تھا۔ اس طرح آج تو بھلایا جارہا ہے۔ اس طرح ہم بدلہ دیں گے حد سے گزرنے والوں اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہ لانے والوں کو اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیرپا ہے۔

آدم وحوا کی اولاد پوری نسلِ انسانی ہے۔ اس کے لیے تا قیامت یہ ایک کلّی اور ناقابلِ تغیر قانون تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت وراہ نمائی کے لیے ہر دور میں اپنے

رسول بھیجے، کتابیں نازل کیں اور انسانوں کو دنیا و آخرت کے انجام سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے اس کے لیے عقلی، فطری، تاریخی، ہر طرح کے دلائل دیے۔ ان کے مخاطب ان کی تردید نہ کرسکے، اس طرح انھیں اپنے مخاطبین پر علمی برتری حاصل رہی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم شرک، ستارہ پرستی اور بت پرستی میں مبتلا تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کی کمزوری واضح کی اور توحید کا صاف ستھرا اور بے آمیز عقیدہ دلائل کے ساتھ اس طرح پیش کیا کہ آپ کے مخاطب اس میدان میں اپنی شکست تسلیم کرنے پر مجبور تھے۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیمؑ کی اس علمی برتری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَتِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ (الانعام: ۸۳)

یہ تھی ہماری وہ حجت جو ہم نے ابراہیمؑ کو اس کی قوم کے مقابلے میں عطا کی۔ ہم جسے چاہتے ہیں بلند مرتبے عطا کرتے ہیں۔ حق یہ ہے کہ تمہارا رب نہایت دانا اور علیم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو علم وحکمت کے بلند درجات عطا کیے تھے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ علم اور دینی بصیرت ہی سے آدمی کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ اس سے علماء دین کے برتر مقام کا ثبوت ملتا ہے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسولوں نے دعوتِ حق کا جو فرض انجام دیا وہی فرض ان کے صالح جانشینوں نے بھی ادا کیا۔ سورۂ سجدہ میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو کتاب (تورات) عطا کی۔ اس میں بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا سامان تھا۔ اس کے بعد فرمایا:

وَجَعَلْنَا مِنْھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ (السجدۃ: ۲۴)

اور ہم نے ان میں ایسے پیشوا پیدا کیے جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کرتے تھے جب انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں جو امام اور راہ نما پیدا کیے ان کے بارے میں کہا

گیا کہ وہ انسانوں کی راہ نمائی کا فرض ہماری ہدایت کے تحت انجام دیتے تھے اور ہمارے احکام کے پابند تھے۔ ان کے دو اوصاف بیان ہوئے ہیں: ایک یہ کہ ان کے اندر صبر و ثبات تھا، مشکلات کے باوجود انھوں نے استقامت کا ثبوت دیا، اپنے موقف پر جمے رہے۔ ان کا دوسرا وصف ایمان تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اور اس کی ہدایت و راہ نمائی پر انھیں کامل یقین تھا۔ ان اوصاف کی وجہ سے وہ پیغمبروں کی نیابت کا فرض ادا کر پائے۔

بنی اسرائیل میں فساد اور بگاڑ کے باوجود ان کے اندر ایک حق پرست گروہ بھی رہا۔ اس کے متعلق کہا گیا:

وَمِن قَوۡمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٞ يَهۡدُونَ بِٱلۡحَقِّ وَبِهِۦ يَعۡدِلُونَ (الاعراف:۱۵۹)

قوم موسیٰ میں ایک ایسا گروہ بھی تھا جو حق کے مطابق لوگوں کی راہ نمائی کرتا اور حق ہی کے مطابق فیصلہ کرتا۔

بگڑی ہوئی قوم میں حاملینِ دین بھی تھے، جو حق و انصاف کے علم بردار تھے۔ وہ راہِ حق واضح کرتے اور جب فیصلہ کرتے تو حق کے مطابق فیصلہ کرتے۔

یہ اس بات کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول حق و صداقت کے اظہار و اعلان کا جو فرض انجام دیتے ہیں ان کے سچے جانشین بھی اسی فرض کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور ان کے اندر وہ اعلیٰ اوصاف ہوتے ہیں جو قوموں کی راہ نمائی کے لیے لازمی ہیں۔

اس امت کے علماء بھی پیغمبروں کے جانشین ہیں۔ انھیں بھی دنیا کی امامت و قیادت کا یہی فرض انجام دینا ہے۔

مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی میں حضرت ابو درداءؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إنّ العلماء ورثة الأنبياء، و إنّ الأنبياء لم يورّثوا ديناراً و لا درهماً، و إنّما ورثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظٍّ وافرٍ (مشکوٰۃ، کتاب العلم)

بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء دینار و درہم کی وراثت نہیں چھوڑتے، وہ تو علم کی وراثت چھوڑتے ہیں۔ جس نے اسے حاصل کیا اس نے بڑا حصہ پالیا۔

علماء امت، نبوت یا فکرِ نبوت کے وارث ہوتے ہیں۔ یہی ان کا امتیاز ہے۔ اس علم کے ذریعہ وہ حق و باطل اور درست و نادرست کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ یہی علم انھیں حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت کے لیے صف آرا کرتا ہے اور ان کے اندر اس راہ کی مشکلات کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کرتا ہے۔ یہی وہ علم ہے جو دنیا کے درہم و دینار سے زیادہ گراں بہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی ایک منصبی ذمہ داری 'تبیینِ کتاب اللہ' ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ وَ لَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ (النحل: ۴۴)

اور ہم نے یہ ذکر تم پر نازل کیا ہے، تا کہ تم لوگوں کے سامنے اس ہدایت کی تشریح و توضیح کرو جو ان کے لیے اتاری گئی ہے اور تا کہ لوگ (خود بھی) غور و فکر کریں۔

تبیینِ کتاب اللہ کے معنیٰ ہیں اللہ کے نازل کردہ دین کی توضیح و تشریح کرنا۔ اس کے وسیع تقاضے ہیں۔ اس میں الحاد اور شرک کی تردید، توحید، رسالت اور آخرت کا اثبات بھی ہے اور یہ بھی کہ ان کی حقّانیت دلائل سے ثابت کی جائے، احکامِ شریعت کی حکمت و معنویت واضح کی جائے، اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو تسلیم کرنے کے خوش گوار انجام اور اس کے انکار کے نتائجِ بد سے آگاہ کیا جائے۔ یہ عمل اس طرح انجام پائے کہ مخاطب سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ اسلام کے سلسلے میں اسے کیا رویّہ اختیار کرنا چاہیے۔

تبیینِ کتاب کی یہی خدمت علماء کرام کو اس طرح انجام دینی ہوگی کہ دنیا کے سامنے اسلام روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے اور وہ اس کے متعلق سوچنے اور اپنا رویّہ متعین کرنے کے موقف میں ہو جائیں۔ یہی بات '**لَعَلَّهُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ**' (شاید وہ اس پر غور کریں) میں کہی گئی ہے۔ اس کے لیے موجودہ دور کے فکری رجحانات اور اسلام کے بارے میں اس کے رویے سے واقفیت ضروری ہے۔ اسلام کے اساسات ہی اس وقت تنقید کی زد میں نہیں ہیں، بلکہ اس کی تعلیمات پر ہر طرح کے حملے ہو رہے ہیں۔ کہا جاتا

رہے کہ اسلام جہادی مذہب ہے، وہ دہشت گردی اورخوں ریزی پر آمادہ کرتا ہے، اس کے ہاں انسان کے حقوق کا احترام نہیں پایا جاتا، عورت اور مرد کے درمیان مساوات نہیں ہے، جہاں تک اس کے حدود وتعزیرات کا تعلق ہے انہیں سخت تنقید کا ہدف بنایا جارہا ہے ۔ اس طرح اسلامی تعلیمات پر ہر رخ سے اعتراضات کیے جاتے ہیں۔ یوں کہنا چاہیے کہ پورا دین ہی زیرِ بحث ہے۔اس کے جواب میں اسلام کے عادلانہ اور مبنی برانصاف موقف کی وضاحت آج کے علماء کی ذمہ داری ہے۔رسول اللہ ﷺ کے مخالفین کہتے تھے: ائْتِ بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَـٰذَا أَوْ بَدِّلْهُ۔ یونس:۱۵ (اس قرآن کے علاوہ کوئی دوسرا قرآن پیش کرو، یااس میں تبدیلی کرو۔)

چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر گیا۔ آج بھی مخالفین کا ذہن یہی ہے کہ قرآن کا فکر وفلسفہ ناقابلِ قبول ہے۔ کوئی دوسرا تصوّرِ حیات سامنے آئے ، یااس میں اس طرح تبدیلی کردی جائے کہ وہ دورِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتو اس پر گفتگو ہوسکتی ہے۔

اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ علم تقسیم ہو گیا ہے۔جدید تعلیم یافتہ اصحاب کو دین کی مطلوبہ واقفیت نہیں ہے۔وہ اسلام کی صحیح ترجمانی نہیں کر سکتے۔ دوسری طرف دینی مدارس کے فارغین ہیں ،جو جدید افکار اور رجحانات سے پوری طرح باخبر نہیں ہیں۔موجودہ دور کے سوالات کا جواب دینا ان کے لیے آسان نہیں ہے۔ حالاں کہ اسلام کی تاریخ میں دینی اور دنیاوی علوم کی اس طرح تفریق نہیں رہی۔ ہمارے ایمۂ دین وقت کے افکار اور فلسفہ ومنطق سے پوری طرح واقف تھے اور اسلام کی روشنی میں اس کا جواب دے سکتے تھے۔غزالیؒ، ابن تیمیہؒ، ابن رشدؒ، رازیؒ اور متاخرین میں شاہ ولی اللہؒ اس کی مثال ہیں ۔انہوں نے اس وقت کے یونانی فکر وفلسفہ کی خامیاں واضح کیں، اس نے اسلامی عقائد سے متعلق جو سوالات کھڑے کیے تھے ان کا ان ہی کی زبان میں جواب دیا۔اس طرح ایک نیا علم کلام وجود میں آیا۔

اس میں شک نہیں کہ دورِ حاضر میں ایسے اصحابِ علم ہیں جن کی جدید فکر و فلسفہ پر بھی نظر ہے اور جو اس کے اٹھائے ہوئے سوالات کا جواب بھی دے رہے ہیں۔ ان سب سے بغیر کسی تعصّب اور تحزّب کے استفادے کی کوشش ہونی چاہیے۔ جماعت اسلامی ہند نے دورِ جدید کے موضوعات پر قابلِ قدر لٹریچر تیار کیا ہے۔ اس میں موجودہ فکر و فلسفہ کی خامیاں واضح کی گئی ہیں اور ان کے مقابلے میں اسلام کا نقطۂ نظر دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ درخواست ہے کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ یہ ہماری اپنی ضرورت ہے۔

جماعت کا زیادہ تر لٹریچر اردو زبان میں ہے، لیکن ہندی اور انگریزی میں اس کا اچھا خاصا حصہ منتقل ہو چکا ہے۔ جماعتی حلقوں نے علاقائی زبانوں میں ترجمہ اور تصنیف و تالیف کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اس معاملہ میں ملیالم زبان کافی آگے ہے۔ اس میں کیرلا کی جماعت نے وسیع پیمانے پر اسلامی لٹریچر فراہم کیا ہے۔ اس سے آپ حضرات شاید آسانی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

خوشی اس بات کی ہے کہ جماعت اسلامی ہند (کیرلا) کی دعوت پر علماء کرام اتنی بڑی تعداد میں اس اجلاس میں شریک ہیں۔ اس میں حنفی، شافعی، سلفی، ہر مسلک کے علماء ہیں اور ملک کے مختلف اداروں سے انھوں نے سند حاصل کی ہے۔ یہ سب مل کر ایک متحدہ فورم کی تشکیل پر آمادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ہم سب ایک ہو کر اللہ کے دین کے فروغ اور سر بلندی کے لیے سرگرم ہو جائیں۔

پاکستان میں

سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی کے لیے رابطہ کریں:

جناب سجاد الٰہی صاحب، A-27، لوہا مارکیٹ، مال گودام روڈ، بادامی باغ، لاہور

Tel: 0300-4682752, (R)5863609, (0)7280916

Email: abdulhadi_133@yahoo.com

تہذیب وسیاست کی تعمیر میں اسلام کا کردار

(مقالات سمینار)

مرتبین: ڈاکٹر صفدر سلطان اصلاحی/مولانا محمد جرجیس کریمی

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ کی جانب سے منعقدہ سمینار مؤرخہ ۲۳۔ ۲۴/ فروری ۲۰۱۴ء کے مقالات کا مجموعہ، جس میں تحریک اسلامی ہند کے اکابر اور قائدین کے خطبات کے علاوہ ملک کے ممتاز مفکرین اور دانش وروں کے کل چھتیس (۳۶) مقالات شامل ہیں۔ ان مقالات میں تہذیب وسیاست کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا ہے، جن میں مغربی اور اسلامی تہذیبوں کے اجزائے ترکیبی، ان کے درمیان موجود فرق وامتیازات، تہذیبوں کے تصادم کا موجودہ نظریہ، امت مسلمہ کی موجودہ تہذیبی وسیاسی صورت حال، قرآن مجید اور احادیث نبوی میں حکومت وسیاست کے تصورات، موجودہ طریقۂ انتخاب، پارلیمانی نظامِ حکومت، تکثیری معاشرے کے مسائل جیسے اہم مباحث اور معروف علمائے سلف اور جدید مفکرین کی وقیع کتب کے تجزیاتی مطالعے پیش کیے گئے ہیں۔

یہ ایک ایسی دستاویز ہے، جو قوم وملت کی علمی رہ نمائی اور موجودہ پیچیدہ حالات کے تقاضوں کے فہم وادراک اور اس کی روشنی میں اپنے لائحۂ عمل کی تعیین میں ممدّ ومعاون ثابت ہوگی۔

دیدہ زیب ٹائٹل، بہترین کاغذ اور معیاری طباعت

کل صفحات ۸۳۶، قیمت: ۶۰۰ روپے صرف

ملنے کے پتے

مکتبہ تحقیق وتصنیف اسلامی، نبی نگر، جمال پور، پوسٹ بکس نمبر ۹۳، علی گڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، D-307، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵